Lesson 3. Al-Baqarah (Ayaat 8– 10): Day 16 سُوْرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

لفظی ترجمہ (آیات ۸ تا ۱۰)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

وَ	مِنَ	النَّاسِ	مَنْ
اور	بعضے	لوگوں میں سے وہ ہیں	جو

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو

يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ⑧ يُخٰدِعُوْنَ

يَقُوْلُ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَ	بِالْيَوْمِ	الْاٰخِرِ	وَ	مَا	هُمْ	بِمُؤْمِنِيْنَ	يُخٰدِعُوْنَ
کہتے ہیں	ایمان لائے ہم	ساتھ اللہ کے	اور	ساتھ دن	آخرت کے	اور	نہیں	وہ	ایمان لانے والے	فریب دیتے ہیں

کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے ⑧ یہ (اپنے پندار میں)

اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

اللّٰهَ	وَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ	مَا	يَخْدَعُوْنَ	اِلَّآ	اَنْفُسَهُمْ	وَ	مَا
اللہ کو	اور	ان لوگوں کو کہ	ایمان لائے	اور	نہیں	فریب دیتے	مگر	جانوں اپنی کو	اور	نہیں

اللہ کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے اور اس سے

يَشْعُرُوْنَ ۭ⑨ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ

يَشْعُرُوْنَ	فِيْ	قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	فَزَادَهُمُ	اللّٰهُ	مَرَضًا	وَ	لَهُمْ
سمجھتے	بیچ	ان کے دلوں کے	بیماری ہے	پس بڑھائی ان کی	اللہ نے	بیماری	اور	واسطے انکے

بے خبر ہیں ⑨ ان کے دلوں میں (کفر کا) مرض تھا اللہ نے ان کا مرض اور زیادہ کر دیا اور ان کے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ⑩

عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	بِمَا	كَانُوْا	يَكْذِبُوْنَ	وَ
عذاب ہے	درد دینے والا	بسبب اسکے کہ	تھے	جھوٹ بولتے	اور

جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا ⑩

اِس سبق کا مین تھیم (Main Theme) ہے منافقت کی بیماری اور اُس کی وجوحات۔

جس کو یہ بات سمجھ آ گئی، اُس کو قرآن پاک کے ایک تہائی حصّے کے احکامات کی سمجھ آ جائیگی۔ ہم نے سورۃ فاتحہ میں دُعا کی تھی کہ یا اللہ ہمیں صراطِ مستقیم دِکھا۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اِنعام کئے۔ اُن کا نہیں جو پر تو غضب ناک ہوُا اور جو بھٹک گئے۔ جب ہم نے سچّے دِل سے دُعا کی تو اللہ نے فرمایا۔ کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اِس میں متّقی لوگوں کے لئے ھدایت ہے۔

اِس سے تم کو دُنیا اور آخرت میں کامیابی ملے گی۔ لیکن صرف اُن لوگوں کے لئے جو اپنے آپ کو بدلنا چاہتے ہیں۔ جو خلوصِ نیّت سے ھدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ہمیں کامیاب لوگوں کی چھ خصوصیات بتا دی گئیں۔ مکمل کامیابی کے لئے یہ چھ کام لازمی ہیں۔ ہمیں چوائس نہیں دی گئی بلکہ ایک (complete package) دیا گیا۔ کہ یہ سب کرنا پڑے گا پھر فلاح ملے گی۔

اَب دِل میں آیا کہ یہ سب نہیں کر سکے تو پھر کفر کے درجے بتا دئے گئے کہ یہ کام کروگے تو انکار کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

ہم نے دو گروپ دیکھے۔ ایک اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرنے والا گروہ۔ اللہ کی مرضی سے چلنے والا

مومن گروپ: فلاح اور کامیابی پانے والے

دوسرا کفر کرنے والا: اپنی مرضی کرنے والا گروہ۔۔ اللہ کے سوا لوگوں کی ماننے والا۔ اپنی سُنانے والا۔ ضدّی اور ھٹ دھرم۔ وہ کفر کے کسی نہ کسی درجے پر ہوں گے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہو گا

لیکن ہم ایک دوسرا گروپ بھی دیکھتے ہیں جو خود کو عقل مند سمجھتے ہیں اور بیچ کا راستہ لے لیتے ہیں۔ تھوڑا سی ایک کی مان لو اور کچھ دوسرے گروپ کی مان لو۔یعنی درمیان والا گروپ۔اپنے آپ کو ہوشیار سمجھنے والے اور وہ دین دُنیا دونوں کو رکھنا چاہتے ہیں۔'جیسا دیس ویسا بھیس' کہنے والے۔

یہ منافق گروہ ہو گا۔ مکّہ میں منافق نہیں تھے۔مشرک اور مومن تھے

سورۃالبقرہ میں یہ لفظ تو استعمال نہیں ہؤا۔لیکن اِن کے بارے میں بات کی گئی ہے۔

منافق لفظ ن ف ق سے ہے۔یعنی معروف بات،جانی پہچانی بات۔نفاق کیا ہے۔؟

جس کے دِل اور زبان پر ایک بات نہ ہو۔ہم آہنگی نہ ہو۔چاہے دین کے نام پر ہو یا دنیا کے نام پر۔

عام طور پر جو بیج ڈالتے ہیں تو عمل کا پھل ضرور ملتا ہے۔جیسے ہم عام طور پر کہتے ہیں فلاں بڑا اچھا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا۔اِس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ بیج تو ڈالا گیا لیکن مٹّی بنجر تھی۔ عمل کا پودا نہیں لگا۔ایمان کا بیج ہی ٹھیک نہیں تھا۔نہ دُنیا چھوڑ سکتا ہے اور اپنے لئے جنّت بھی چاہتا ہے۔

دِلِ مردہ،دِل نہیں ہے اِسے زندہ کر دوبارہ. کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کہن کا چارہ.

منافق اسلام کے روڈ(سڑک) پر چلنا چاہتا ہے لیکن پابندی اچھی نہیں لگتی۔جب سچّا اِسلام کسی کے دِل میں آئے گا تو عمل میں تبدیلی ضرور آئے گی۔اسلام زندہ دین ہے۔اِنسان بدلنے لگتے ہیں۔

اِنسان کی مرضی اللہ کی مرضی سے جُڑ جاتی ہے۔اچھائی اور برائی کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔

اَب ہم دیکھتے ہیں کہ ہم سب قرآن پڑھتے ہیں لیکن اِس کا اَثر سب پر مختلف ہو گا۔ ہم سب کا عمل مختلف درجے پر ہو گا۔ **جتنا تقویٰ اُتنی ھدایت** جتنی محنت اُتنا پھل ملے گا۔ جتنا خلوص، جتنی طلب اُسی طرح کا نتیجہ۔ عمل بدلنے لگتا ہے۔ شخصیت میں تبدیلی ظاہر ہونے لگتی ہے۔

اَب ایک گروہ تو وہ ہوتا ہے ابو بکرؓ، عمرؓ اور خدیجہؓ جیسا۔ کہ اَب جو بھی ہو جائے زندگی اللہ کی دی ہوئی ہے اُسی کی مرضی سے گزرے گی۔ اب ہر آزمائش کا سامنا کرینگے، نفع، ونقصان کی پرواہ نہیں۔ قرآن کلاسز میں جائیں، پردے کا اہتمام کرنے لگیں یعنی عمل بدل جائے۔ کوئی مخالفت اُن کو نہیں روک سکتی۔

دوسرا اگروہ ہے جو کُھل کر مخالفت کرینگے۔ اَب ہوُا کیا تھا کہ ہم نے اللہ کے حقوق لوگوں کو دے دئے تھے۔ عبادت تو اللہ کی کرتے تھے لیکن خوش لوگوں کو کرتے تھے۔ کبھی خاوند کا ڈر، کبھی سُسرال کو خوش کرنے کے چکر میں، کبھی اولاد کے نخرے۔ پہلے تو ہم سہیلی کے لئے ہر وقت حاضر رہتی تھیں، اَب وہ فون کریگی تو ہم کہیں گے کہ فلاں وقت تو قرآن کلاس ہے۔ تو یہ بات اُن کو ناگوار گزرے گی۔ آپ اُن کا کوئی حق نہیں لے رہیں۔ لوگ کہیں گے کہ آپ حقوق العباد پورے نہیں کر رہیں۔

آپ حق پر ہیں لیکن یہ بات دوسروں کو اچھی نہیں لگ رہی۔

کچھ لوگ پریشان ہو کر خود تو نیکی کے راستے پر نہیں چلیں گے لیکن آپ کو بھی روکیں گے۔

تیسرے گروہ کو دیکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں تھوڑے اِدھر اور تھوڑے اُدھر۔ قرآن بھی پڑھ لیں اور ساری رسومات بھی کرلیں۔ نماز بھی پڑھیں اور شراب بھی پیچ لیں۔ صدقہ، زکوٰۃ بھی دیں اور

سودی کاروبار بھی کرلیں۔ آج اِسی گروہ کا ذِکر ہو گا۔

آج کسی اور کو نہ سوچیں بس یہ سوچیں، تدّبر کریں کہ میرا اپنے اللہ کے ساتھ کیسا معاملہ ہے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ میں اللہ اور یومِ آخر پر ایمان لایا حالانکہ وہ مومن نہیں ہے۔ اِب یہاں سوچیں کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں ہیں۔

قیامت کا سوچیں، عدالت لگی ہے، لوگ دعوے کر رہے ہیں اور اُن سے کہہ دیا جاتا ہے وہ مومن نہیں حالانکہ بظاہر وہ مسلمان تھے۔

حدیث کا خلاصہ ہے کچھ مسلمان آخرت میں فرعون اور شدّاد کے ساتھ اُٹھائے جائینگے۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

یہ (اپنی طرف سے) خدا کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتے اور اس سے بے خبر ہیں۔ **يُخٰدِعُوْنَ** (کپڑے کو دُہرا کرنا۔ خامی کا چھُپا لینا)

قول اور فعل کا تضاد۔ منافق دھوکے باز۔ بے خبر۔ شعور سے خالی۔ شعور بندے کو انسان بناتا ہے۔

شعور ہو تو آپ ہر کام سلیقے سے کریں گے۔ **منافق کو خود بھی پتا نہیں ہوتا کہ وہ منافق ہے۔**

جیسے اگر کینسر کے مریض کو اپنی بیماری کا پتا ہی نہ ہو وہ اپنا علاج ہی نہیں کروائے گا۔

آپ اُن سے پوچھیں گے کہ آجائیں قرآن پڑھیں تو وہ کہتا کہ کیا میں جاہل ہوں؟ یعنی اُسکو اپنی بیماری کا پتا ہی نہیں۔ میڈیا غلط قسم کے لوگوں کے ذریعے بعض اوقات غلط تصوّر پیش کرتا ہے۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾

ان کے دلوں میں (کفر کا) مرض تھا۔ خدا نے ان کا مرض اور زیادہ کر دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہو گا

نفاق سے دو بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں شک اور شہوٰت۔ یعنی شک اور شبہ پڑ جائے تو انسان کام پر توجّہ ہی نہیں دے سکتے۔ شہوت (خواہش) کے پیچھے لگ جانا۔ نفس (شیطان) کو راضی کرنا۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے - بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں۔

کہتے ہیں کہ نہ تو شک کا کوئی علاج ہے اور اگر انسان خواہش کے پیچھے چل پڑے تو اُس کا کوئی ختتام end نہیں۔ شک اور شہوت سے بچ جائیں۔ علم سے شعور حاصل کریں۔

شک کا علاج یہ ہے کہ علم حاصل کیا جائے تا کہ بات کی حقیقت تک پہنچا جا سکے۔

اور شہوت کا علاج یہ ہے کہ لوگوں کو جنّت سے محبت دِلائی جائے۔ لوگوں کی آخرت کی تیاری کروا دی جائے۔ قرآن آپ کو شک اور شہوت دونوں سے بچا لے گا۔ قرآن آپ کو علم بھی دے گا اور آخرت کی تیاری بھی کروا دے گا۔ جب آپ کو جنّت سے محبت ہو جائے تو دِل بدل جاتا ہے۔

پھر آپ لوگوں کے خوش کرنے سے نکل جاتے ہیں۔